خریداران اخبار الحکم توجہ فرمائیں!

اخبار الحکم جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا خادم ہے مالی مشکلات میں مبتلا ہے۔ قریباً تین ہزار روپیہ بقایا داروں کے ذمہ ہے۔ دفتر سے وی پی جاری کئے جاتے ہیں بعض دوست اپنی حسب عادت فوراً واپس کر دیتے ہیں۔ اور بعض مزید انتظار کرا کر امانت میں رکھ کر واپس کرتے ہیں۔ یہ دونوں فعل اخبار کے لئے سخت نقصان دہ ہیں۔ اور دفتر مزید زیر بار ہوتا ہے۔ بعض دوست عجیب قسم کے خط تحریر فرماتے ہیں۔ گویا اخبار مفت خرید کردہ تمام عملہ کو بھی خرید کر لیتے ہیں۔ اور ایسے سخت الفاظ تحریر کرتے ہیں جو کہ اخلاقی نقطۂ نگاہ سے بھی خلاف از عقل ہوتے ہیں۔ الحکم چونکہ سلسلہ کا پرانا خادم ہے اپنی روایات کے مطابق ایسے دوستوں کو جواب نہیں دیتا۔ بعض مقامی حضرات فرماتے ہیں کہ اخبار تو نکلتا ہی نہیں۔ میں ایسے کرم فرماؤں سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ تو بقایا قیمت بھی نہیں عطا فرماتے آپکا اعتراض ہی فضول ہے جبکہ آپ مفت کے عادی ہو چکے ہیں۔ الحکم کی مدد کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ اور اسکو زندہ رکھنے کے لئے قوم کا بھی فرض ہے پس میں درخواست کرتا ہوں کہ خریداران الحکم اپنے اپنے بقائے صاف کر دیں تاکہ الحکم کا باقاعدہ اجرا ہو۔ والسلام

محمد ابراہیم علی عرفانی مینجر اخبار الحکم

رباعیات

۱- نبوت احمدؑ

کافر بزعمِ خویش بڑا متقی سہی ؛ اس کی نگاہِ کور میں ہم مفتری سہی
لیکن نبی ہیں حضرتِ احمدؑ بلاشبہ ؛ ظلّی سہی مجازی سہی اُمتی سہی

۲- اجرائے خلافت

چونکہ تبلیغِ حق ہے اپنا فرض ؛ اس لئے ہے یہ دست بستہ عرض
اے عدوِ خلافتِ محمودؓ! ؛ پڑھ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ

۳- مجاہدین کیلئے دعا

دیارِ غیر میں کچھ سرفروش پھرتے ہیں ؛ نثارِ ساقیٔ مے بادہ نوش پھرتے ہیں
الٰہی! ان کا محافظ ہو تو کہ یہ عاشق ؛ وطن کو چھوڑ کے خانہ بدوش پھرتے ہیں

۴- حضرت امیرالمؤمنین کی بحالیٔ صحت کیلئے دعا

ہماری آنکھ کی ٹھنڈک ہیں حضرتِ محمودؓ ؛ بحال کر مرے شافی! تو صحتِ محمود
نہ دے سزا ہمیں اللہ یوں گناہوں کی ؛ کہ ہم سے چھین لے توفیقِ صحبتِ محمود

۵- خلافت

خدا زمانے کے بچھڑے ہوئے ملاتا ہے ؛ دلوں کو حسن کے جلووں سے کھینچ لاتا ہے
کہاں چلا ہے مقدر سے روٹھ کر ناداں! ؛ او بے نصیب! خلیفہ خدا بناتا ہے

۶- اخراجِ منافقین

بدی کے قصر سر ہوتے ہیں پاکیزہ خیالوں سے ؛ خدا کی فوج رک سکتی نہیں مکڑی کے جالوں سے
اگر ایماں تجھے محبوب ہے اے مومنِ مخلص! ؛ منافق کو جلا دے نیم شب آہوں سے نالوں سے

اسلم بی۔ اے قادیان

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار الحکم واقع تراب منزل قادیان سے شائع ہوا

ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

پرانی اور اچھوتی تحریریں

ذیل میں حضرت اقدس کے دو گرامی قدر کرامت نامے درج کئے جاتے ہیں۔ جن میں اوّل الذکر میں انّما اموالکم و اولادکم فتنۃ کی لطیف تفسیر فرمائی ہے۔ اور اس اعتراض کو حل کیا ہے کہ جس حال میں اموال اور اولاد فتنہ ہیں۔ پھر ان کی آرزو یا خواہش کرنا اور ان کے لئے دعا مانگنا کیوں چاہیئے۔ الغرض یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ مگر حضرت اقدس نے اس سوال کو اس اعجازی طریق پہ حل فرمایا ہے کہ روح مرحبا پکار اُٹھتی ہے۔

دوسرے کرامت نامہ میں دعا کی فلاسفی پر ایک مختصر سی بحث فرمائی ہے۔ اس خط کو جو اسی زمانہ میں ایک دوست کے نام لکھا گیا ہے۔ پڑھ کر خدا تعالےٰ کی اس دعا کی وسعت کا پتہ لگتا ہے جو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اپنے بندوں کو سکھائی۔ سورۃ الفاتحہ کی لطیف تفسیر حضرت مسیح موعودؑ نے متعدد مرتبہ اور ہر مرتبہ نئے طور پر بیان فرمائی ہے۔ یہ مختصر سا کرامت نامہ بھی ایک تفسیر سورۃ فاتحہ کی ہے۔ جس سے معلوم ہوگیا کہ اسلامی دعا کس قدر وسیع ہے۔ اور یہ ثبوت ہے اسلام کے یونیورسل ریلجن (عالمگیر مذہب) ہونے کا جو حیوانات نباتات بلکہ جمادات تک پر بھی حاوی ہے۔

(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی

مخدومی و مکرمی اخویم مولوی صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ عنایت نامہ معہ پارسل ادویہ پہنچا۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء۔ امید کہ انشاء اللہ القدیر دوائے مجوزہ آں مکرم شروع کروں گا۔ ہنوز میری حالت شدت خارش کی بدستور ہے۔ جو زخم ہو جاتا ہے وہ مشکل سے بھرتا ہے۔ درد شدید اور ہزیان اور سوزش اور جلن ایسی لازم حال رہتی ہے کہ مجھ سے کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ اللہ جلّ شانہٗ کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔ میرا ارادہ تھا کہ امرتسر۔ کپورتھلہ سیالکوٹ ایک مرتبہ دیکھ آؤں۔ لیکن اس مرض کے سبب سے میری حالت سفر کے لائق ہرگز نہیں۔ شیخ بٹالوی اپنی فتنہ انگیزی میں ابتک سست اور کاہل نہیں ہوئے۔ اور اپنے تمام جذبات نفسانی اسی راہ میں خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کو ان مولویوں کے ذریعہ سے تحریک منظور ہے۔ اور چاہتا ہے کہ جلدی اپنے کام کو دنیا میں پھیلا دیوے۔ کیونکہ بغیر اطلاع یابی کے کوئی شخص طلب کے لئے قدم نہیں اٹھا سکتا۔ ...... کا جموں میں تشریف لانا منظور ہوا۔ اگرچہ اس دار الابتلا میں خدا تعالےٰ نے اولاد کو بھی فتنہ ہی میں داخل رکھا ہے۔ جیسا کہ اموال کو۔ لیکن اگر کوئی شخص صحت نیت کی بنا پر محض اس غرض سے اور سراسر اس وجد اور فکر سے طالب اولاد ہو۔ کہ تا اس کے بعد اس کی ذریت میں سے کوئی خادم دین پیدا ہو۔ جس کے وجود سے اس کے باپ کو بھی دوبارہ ثواب آخرت کا حصہ ملے۔ تو خاص اس نیت سے اور اس جوش سے اولاد کا خواہشمند ہونا نہ صرف جائز بلکہ اعلےٰ درجہ کے اعمال صالحہ میں سے ہے۔ جیسا کہ اس خواہش کی تحریک اس آیۃ کریمہ میں بھی پائی جاتی ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ نے فرمایا ہے واجعلنا للمتقین اماما۔ لیکن سچ مچ اور واقعی اور حقیقی طور پر یہی جوش پیدا ہونا۔ اور اسے الٰہی جوش کی بنا پر اولاد کا خواہشمند ہونا اہل ابرار و اخیار اور اتقیاء کا کام ہے۔ جو اپنے اعمال خیر کے آثار باقیہ دنیا میں چھوڑ جانا چاہتے ہیں۔ سو جہاں تک تجربہ کیا گیا ہے۔ بے شک ایک سچی خادم دین ہیں۔ خدا تعالےٰ ان کو اس نیت اور اس جوش میں پورے طور پر مکمل کر کے ان کی مرادات انہیں عطا فرماوے۔ اور یہ عاجز بھی اپنے لئے اور آں مکرم کے لئے بھی بجوش دل یہی دعا کرتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ہماری نسل اور ذریت میں سے بھی اپنے دین کے خادم اور اپنی راہ کے سچے جاں نثار پیدا کرے۔ یہ دعا اس عاجز کی اپنے لئے اور آپ کے لئے اور ...... کے لئے اور ہر ایک دوست کے لئے ہے۔ لیکن ابنائے روزگار کی رسم اور عادت کے طور پر خواہشمند اولاد ہونا۔ اور یہ خیال رکھنا کہ ہماری موت فوت کے بعد ہماری زخارف دنیا کی ہماری اولاد وارث بنے۔ اور شرکاء ہماری جائیداد کے قابض نہ ہونے پائیں۔ بلکہ ہمارے بیٹے ہمارے ترکہ پر قبضہ کریں۔ اور شریکوں سے لڑتے جھگڑتے رہیں اور ہمارے مرنے کے بعد ہماری دنیا میں یادگار رہ جائے۔ یہ خیال سراسر شرک اور فساد اور سخت معصیت سے بھرا ہوا ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ جب تک یہ خیال دل میں سے دور نہ ہولے کوئی شخص سچا موحد اور سچا مسلمان نہیں ہو سکتا ہمیں ہر روز خدا تعالےٰ کی طرف قدم بڑھانا چاہیئے۔ اور جن امور کو وہ فتنہ قرار دیوے بغیر تحقق صحت نیت کے ان کو اپنی درخواست سے اپنے پر نازل نہیں کرانا چاہیئے۔ جو شخص خدا تعالےٰ کے لئے ہو جاتا ہے خدا تعالےٰ اس کے لئے ہو جاتا ہے۔ وہ اس کے اندرونی پاک جوشوں اور مظہر جذبات کو خوب جانتا ہے۔ بلکہ در حقیقت پاک دل انسان کے اندرونی جوش اس کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اور پھر وہ انہیں پورا بھی کر دیتا ہے۔ جس وقت وہ دیکھتا ہے کہ ایک للّٰہی حالت کا آدمی اس کی دین کی خدمت کے لئے اپنا کوئی وارث عنایت کرتا۔ اس کی دعائیں پہلے ہی سے قبول شدہ کے حکم میں ہوتی ہیں۔ خدا تعالےٰ ہم سب کو اسی حالت سے اور اس کے نتائج سے تمتع کامل عطا فرماوے۔ اور کسی جگہ مکان بنانے کے لئے یہ عاجز ارادہ الٰہی کی طرف دیکھ رہا ہے۔ اس لئے ابھی کوئی بات منہ پر نہیں لا سکتا۔ لیکن اس عاجز کی دلی منشاء سے آں مکرم کا اس بات میں توارد ہے کہ یہ عاجز اور آں مکرم بقیہ زندگی ایک جگہ بسر کریں سو یہ عاجز دعا میں مشغول ہے۔ امید ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ کوئی ایسی راہ پیدا کر دے گا۔ جو کہ خیر و برکت سے معمور ہوگی۔ زیادہ خیریت ہے والسلام۔

الراقم خاکسار غلام احمد
از قادیان ۲۷ نومبر ۱۸۹۱ء

مکتوب دوم

محبی عزیزی اخویم شیخ غلام نبی صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

..... مرسلہ آں محب پہنچ گئے جزاکم اللہ خیر الجزاء - اور دعا کے بارے میں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ نے سورۃ الفاتحہ میں دعا سکھلائی ہے یعنی اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم - اس میں تین لحاظ رکھنے چاہئیں -

(۱) ایک یہ کہ تمام بنی نوع کو اس میں شریک رکھے -

(۲) تمام مسلمانوں کو -

(۳) تیسرے ان حاضرین کو جو جماعت نماز میں داخل ہیں پس اس طرح کی نیت سے کل نوع انسان اس میں داخل ہوں گے - اور یہی منشا خدا تعالےٰ کا ہے - کیونکہ اس سے پہلے اسی سورۃ میں اس نے اپنا نام رب العٰلمین رکھا ہے جو عام ہمدردی کی ترغیب دیتا ہے - جس میں حیوانات بھی بھی داخل ہیں - پھر اپنا نام رحمٰن رکھا ہے - یہ نام نوع انسان کی ہمدردی کی ترغیب دیتا ہے - کیونکہ یہ رحمت انسانوں سے خاص ہے - اور پھر اپنا نام رحیم رکھا ہے اور یہ نام مومنوں کی ہمدردی کی ترغیب دیتا ہے - کیونکہ رحیم کا لفظ مومنوں سے خاص ہے - اور پھر اپنا نام مالک یوم الدین رکھا ہے - اور یہ نام جماعت موجودہ کی ہمدردی کی ترغیب دیتا ہے - کیونکہ یوم الدین وہ دن ہے جس میں خدا تعالےٰ کے سامنے جماعتیں حاضر ہوں گی - سو اسی تفصیل کے لحاظ سے اھدنا الصراط المستقیم کی دعا ہے - پس اس قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دعا میں تمام نوع انسانی کی ہمدردی داخل ہے

اور اسلام کا اصول یہی ہے کہ سب کا خیر خواہ ہو - والسلام

خاکسار میرزا غلام احمد عفی عنہٗ

۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء

پا جانے کا اظہار کرے تو وہ بات حقیقت میں اپنے اندر ایک خارق عادت وزن رکھتی ہے - اسی طرح پر اگر قرآن کریم صرف مخالفین اسلام کو مقابلہ میں عاجز آجانے کی صورت میں عذاب النار سے ڈراتا - اور اپنے ماننے والوں کے لئے کوئی بشارت عظمیٰ نہ دیتا - تو وہ ان دو صفتوں سے موسوم نہ ہو سکتا - جو ایک قادر مطلق کی ہستی کے ساتھ علی الخصوص مخصوص ہوتی ہیں - کہ نفع اور ضرر اسی کے ہاتھ میں ہوتا ہے - اور یہ سارے دعوے مخالفین کے جہنم کا ایندھن ہونے کا نرا دعوے اور ایک کو مشا قرار دیا جاتا - لہٰذا اس کے دوسرے جزو کو اس آیت میں بیان کر دیا - اور جیسا بد اندیش مخالف طعمۂ نار حرب ہو کر نار جہنم کے ایندھن ہونے کا ثبوت ہو گئے - اسی طرح پر اس دنیا میں مومنوں کو بھی مثالی طور پر ...... ایک جنت ملنے والی تھی - چنانچہ سرزمین شام و عراقین (عراق عجم و عراق عرب) کے فتح ہونے پر مثالی طور پہ اس پیشگوئی کو پورا کر دکھایا

دنیا میں جنت کا نمونہ کیوں دکھایا؟ ایک لطیف بحث

اللہ تعالےٰ کی یہ ایک مستمر عادت ہے کہ وہ ہر ایک فعل پر ایک نتیجہ پیدا کرتا ہے - بدی کی طرف قدم اٹھانے والا آخر کار سیاہ کار بدبخت ہو جاتا ہے - ایسا ہی مومن ابتدائی مراحل طے کر کے کامل انسان بنجاتا ہے ایمان چونکہ ابتدائی حالت میں ایک ظن ہی کا شعبہ ہوتا ہے - اس لئے اللہ تعالےٰ اس کو ادھورا نہیں چھوڑتا -

چونکہ ظن تو کامل نہیں کر سکتا اور نہ علوم حقہ کی واقفیت اس سے پیدا ہو سکتی ہے فرمایا ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً ۔ؐ اس کی وجہ یہ ہے کہ ظن میں نشوونما پانے کی قوت بہت کم ہوتی ہے - وہ گویا ایک مردہ بیج کی طرح ہوتا ہے - اس کے بالمقابل ایمان (حسن ظن) نشوونما پانے والے بیج کی مثال رکھتا ہے قرائن قویہ کو دیکھ کر ایک بات کو مان لیا جاتا ہے - اب یہ ایک فعل ہوتا ہے جس پر ثمرات مترتب ہوتے ہیں یہانتک ایمان - ایقان اور عرفان تک پہونچتا ہے عرفان آخری حد ہے - اس لئے اس کو اللہ تعالےٰ نے مخصوص بہ آخرت رکھا ہے - اور ایقان تک اسی دنیا میں پہنچا دیتا ہے -

اور ایمان تصویر ہوتی ہے ایقان کی اس لئے اس میں یقین کا صرف رنگ موجود ہوتا ہے

اور ایقان ایک چربہ ہوتا ہے - عرفان کا پس ضروری تھا کہ ایمان لانے والے عرفان کا نقشہ اس دنیا ہی میں دیکھیں - لہٰذا اسی سنت کے موافق جزا و سزا کا ایک سلسلہ اس دنیا میں جاری ہے

حقائق و معارف

قرآن کریم کی سورۃ البقر پر لطیف تفسیر

سورۃ البقر رکوع ۳

وبشر الذین آمنوا وعملوا الصٰلحٰت ان لھم جنٰت تجری من تحتھا الانھار - کلما رزقوا منھا من ثمرۃ رزقاً قالوا ھٰذا الذی رزقنا من قبل واُتوا بہٖ متشابھاً ولھم فیھا ازواج مطھرۃ وھم فیھا خالدون ؁

ترجمہ - اور بشارت دیدے ان لوگوں کو جنہوں نے مان لیا - اور یہ ماننا صرف اقرار باللسان ہی کا نام نہیں کیونکہ یہ تو منافقوں میں ہے - بلکہ حقیقی ایمان یہ ہے کہ انہوں نے دل سے مان کر اپنی عملی حالت سے اس کا ثبوت یوں دیا - کہ افعال حسنہ اور اعمال صالحہ کر دکھائے - ایسے مومنوں کے لئے باغ ہیں یہ باغ تو ایمان کا ثمرہ ہیں جس پہ وہ مرتے دم تک قائم رہے اور اعمال صالحہ کی جزا یہ ہے کہ ان جنت کو سدا بہار رکھنے کے لئے اس کے نیچے سے نہریں جاری ہیں - جبکہ انہوں نے ثمار شیریں کو چکھا تو بول اٹھے یہ تو وہی پھل ہیں - جن کو ہم پہلے کھا چکے ہیں - اور ایک ایک عمل کے بدلے [illegible] جزائیں ملیں گی - جو باہم مشابہ ہوں گی - اور چونکہ فطرتاً انسان مدنی الطبع ہے اور کسی کو چاہتا ہے - اس لئے وہ تنہا کنج مجلس کی طرح نہ چھوڑے جائیں گے - بلکہ وہاں ان کے لئے رفیق ہوں گے - اور وہ کوئی ناپاک نہیں بلکہ ازواج مطہرہ یعنے پاک اور مزکی رفیق اور پھر ان نعمتوں سے (تناسخ ماننے والوں کی طرح) چند روز ہی متمتع نہ ہوں گے - بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وہیں رہیں گے -

اس آیت کو تحدی سے کیا تعلق

یہ ایک مسلم بات ہے کہ ہر ایک شخص اپنے دشمنوں اور مخالفوں کی ذلت اور خواری کی نسبت ایسے الفاظ استعمال کر سکتا ہے جو یا تو صرف کوسنے ہی کی حد تک محدود ہوں اور یا ایسے پیرایہ میں پیشگوئی کے رنگ کو اختیار کر لیتا ہو جو کسی قسم کی ہیبت مخالف پر ڈالنے والا ہو - لیکن ہاں جب تک اس پیرایہ کے ساتھ ظاہری اسباب ایسے نہ ہوں - جن سے وہ بات غلط ثابت ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہو - اور پھر وہ شخص اپنے مدمقابل کی باوجود اس کی قوت و طاقت کے اس کی ذلت اور اپنی عزت

جو ہر لحظہ قرآن دیکھا جاتا ہے۔ اسی لئے مالک یوم الدین اللہ تعالےٰ کا نام ہے۔

یہ کس قدر خوبی ہے۔ اسلام اور مبارک کتاب قرآن کریم کی کہ اللہ تعالےٰ کی یہ صفت کسی نے بھی قرار نہیں دی۔

نادان آریہ مالک یوم الدین کب مانتا ہے؟ جو یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ بعد مردن تناسخ کے چکر میں آنا ہوگا۔ باوصفیکہ اسلام بالمقابل یہ بتلاتا ہے کہ قرآن میں انسان ایک صورت میں اپنے اعمال حسنہ اور سیئہ کی جزا اور سزا بھگت رہا ہے۔

الغرض یہ ایک سچی فلاسفی ہے کہ خدا تعالےٰ مومنوں کو اسی دنیا میں آخر کی نعمآ اور آلاء کا مزا مثالی طور پر چکھا دیتا ہے۔ تاکہ ان کے ایمان کو ترقی ہو پس مومن اسی دنیا میں بھی فائز المرام ہوئے۔ اور ناعاقبت اندیش مخالف خائب و خاسر!!!

یہاں ایک گھبرا دینے والا اور مایوس کر دینے والا خدشہ پیدا ہو سکتا ہے۔ جس کا اندفاع ہم ضروری سمجھتے ہیں اور وہ یہ ہے۔ کہ کیا مومن سے کبھی کوئی خطا یا گناہ نہ ہو؟ اور اگر ہو تو وہ اپنے آپ کو مومن نہ سمجھے؟

لاریب یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ مگر اس بات کو بحضور دل یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ سچے مومن کو اللہ تعالےٰ گناہوں سے محفوظ کر لیتا ہے۔ اگر کوئی خطا اس سے ابتدائی مراحل و مراتب میں جو حالت ایمان کی ابتدا یا درجہ متقی کے شروع میں ہوتی ہے تو وہ اس لئے کہ اس کی ہلاکت کا موجب ہو۔ بلکہ اس لئے کہ عجائبات قدرت دکھائے۔ اور توبہ کا دروازہ اس پر کھول کر اس کے مدارج کو ترقی دے۔ دیکھو ایک آدمی چلتے چلتے کسی پتھر سے ٹھوکر کھائے۔ تو آئندہ کے لئے ایک تو اس پتھر سے محتاط ہو جائیگا دوسرے اس پتھر سے ٹھوکر کھانے کے نتائج اور خود پتھر کی نسبت بھی اسے ایک علم پیدا ہو جائیگا۔ بشرطیکہ وہ بالکل اندھا ہی نہ ہو۔ یہی طریق ایک متقی اور ابتدائی حالت ایمان میں ایک سالک کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس سے اگر کوئی خطا سرزد ہوتی ہے۔ تو اس لئے نہیں کہ وہ ہلاک کیا جاوے۔ نہیں بلکہ توبہ کی لذت چکھانے اور نیکی اور گناہ میں تمیز سکھانے کی خاطر۔ مومن خطا کے وقت اس اضطراب کو محسوس کرتا ہے جو اس کو اس تھوڑی دیر کے لئے نیکی کی لذت کھوئے جانے سے ہوتا ہے۔ پس سچی توبہ کی توفیق اسے دی جاتی ہے۔ اور پھر وہ ان الحسنات یذھبن السیئات کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے توبہ بجائے خود ایک نیکی ہے اس پر دوسرے نیک آثار مترتب ہوتے ہیں۔ ہم نے توبہ کی فلاسفی کسی پہلے اشو میں ایک فٹ نوٹ میں ظاہر کی ہے۔ اس پر مکرر توجہ کی جاوے۔ شیطان کے وجود پر اعتراض کرنے والے بھی اس مقام پر ذرا غور کریں کہ اس کے وجود سے کیا فائدہ ہے۔ پس مومن کو مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ اور کسی کمزوری کو پاکر یا کوئی ٹھوکر کھاکر ایسی گھبراہٹ نہیں ہونی چاہیئے۔ جو آئندہ کے لئے دلیر کر دینے والی ہو۔

اب ہم پھر اصل مضمون کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں۔ کہ اعمال صالحہ کے بدون ایمان ایک بیج کی طرح ہے۔ جس سے کوئی بار آور درخت پیدا ہو سکتا ہے لہٰذا کوشش ہونی چاہیئے۔ کہ اس بار آور بیج کو ضائع نہ کریں۔ بلکہ عمدہ زمین اور نہایت پاکیزہ کوشش سے اسے طوبےٰ جنت بنادیں۔ ہم ایسا ایمان پیدا کریں جو حسن ظن سے شروع ہوتا ہے۔ نہ صرف ظن سے جو حقائق کا منبع ہے۔

ایمان اور اعمال صالحہ کی جزا میں مناسبت

مخلصیم ناظرین! قرآن کریم کے پرغور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآنی جزا و سزا کو اعمال سے ایک خاص تعلق ہے۔ جس رنگ کا عمل ہوتا ہے۔ اسی رنگ میں اس کی جزا ملتی ہے۔ مثلاً بدکار فاسق بدکاری کرتا ہے۔ تو اس کی سزا اسی کے عضو مخصوصہ کے ذریعہ ملتی ہے۔ جس کو وہ اس بدکاری کا ذریعہ بناتا ہے۔ جو چوری کرتا ہے۔ ہاتھ کاٹنے کی سزا موجود ہے۔ اسی طرح اعمال حسنہ کی جزا کا تعلق اعمال سے ہوتا ہے۔ یہاں جو جزا مقرر کی گئی ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس کی تحقیق کریں۔ کہ اس کو اعمال صالحہ سے اور ایمان سے کیا تعلق ہے؟ ایمان اور اعمال صالحہ کی جزا میں جنّٰت تجری من تحتھا الانھار کا ارشاد فرمایا گیا ہے۔

ایمان بھی جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے ایک بیج کی طرح ہوتا ہے۔ جو ارض دل میں بویا جاتا ہے۔ قرآن کریم کا یہ ایک لطیف طرز بیان ہے کہ وہ انسانی قلب کو ارض سے تشبیہ دیتا ہے۔ جیسے فرمایا یحی الارض بعد موتھا۔ اور ایسی بہت سی مثالیں قرآن کریم میں موجود ہیں۔ اور یہ بالکل سچی بات ہے۔ جیسے تخم ریزی کے لئے انسان کو ضروری ہوتا ہے کہ وہ زمین کو درست کرے۔ اور جو جو کام کرنے پڑتے ہیں۔ وہ آپ ذرا ایک کسان کے نقشہ کو ذہن میں مستحضر کر کے دیکھ سکتے ہیں۔ پس اسی طرح یہ بیج ایمان کا ارض قلب میں بویا جاتا ہے

جیسے بیج بونے کے بعد ایک درخت زمین سے نکلتا ہے۔ اسی طرح سے یہ ایمان کا بیج نشوونما پاتا ہے۔ اور جس طرح پر اس درخت کا کل حصہ اس بیج میں مخفی ہوتا ہے اسی طرح ایمانی بیج اعمال صالحہ کے درخت کو اپنے اندر رکھتا ہے۔ پھر اگر اس سبزہ نو کی غور پرداخت میں۔۔۔ احتیاط نہ ہو تو وہ جل جاتا اور مرجھا کر زمین کے برابر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح شجر ایمان کے بار آور ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ابتداءً اس کی نگہداشت کامل طور پر ہو۔ اور یہ متقی کا درجہ ہوتا ہے۔ اور اسی درجہ میں سالک کو بہت سے شدائد و مصائب ٹھیک کسان کی طرح برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ یہانتک کہ جب وہ پختہ ہو جاتا ہے پھر خطرہ نہیں رہتا۔ پس ایمان سے بھی ایک درخت نکلتا ہے۔

اس کی جزائے بھی جنّت قرار دی گئی ہے۔ اور جیسے قریباً تمام حوائج انسانی درخت سے ہی پوری ہوتی ہیں۔ اسی لئے جنّت کا وعدہ اسی نسبت اور تعلق کے باعث لازمی تھا۔ اور اعمال صالحہ اسی ایمان کے شعبہ ہیں۔ اور اس درخت کے لئے بطور آبپاشی ہیں۔ اس لئے اس کی پرورش میں تجری من تحتھا الانھار کا ثمرہ ملا۔ اعمال صالحہ سے ایمان راسخ ہوتا جاتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح جیسے درخت آبپاشی سے ہرا بھرا رہتا ہے۔ اب سوچو! کیا اس سے بڑھ کر اور بہتر مناسبت ہو سکتی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے ایسی جزا دی ہے۔ جس کا تعلق ایمان اور اعمال صالحہ سے تفصیلی اور حقیقی ہے؛

بقیہ مضمون صفحہ ۶

اللہ تعالیٰ کی شکر گذار ہوتی ہے، کہ میرا دل شکرگذاری سے لبریز ہو جاتا ہے۔ اور اس فاقہ مستی کو ہزار درجہ زیادہ پسند کرتا ہوں جب میں پیٹ بھر کر کھاتا تھا۔ اس فاقہ مستی سے مجھے وہ لذات حاصل ہوتی ہیں۔ جو مجھے پہلے حاصل نہ تھیں۔ تنہائی میسر آگئی۔ اور کام مجھے ایسا میرے پیارے خدائے قدوس نے مرحمت فرما دیا کہ جو یہی زندگی میں ختم ہی نہیں ہو سکتا۔ اور یہ ایسا بابرکت کام ہے کہ میرے قلب میں وہ استغنٰے پیدا کر دیا ہے کہ سب مشکلیں ہیچ نظر آتی ہیں۔

میں یہ تبلانا ضروری سمجھتا ہوں کہ شیخ عبدالرحمٰن مصری کو یہ بہت بڑی غلطی لگی ہے کہ انہوں نے اپنے رسوخ کو اپنا ذاتی رسوخ سمجھ لیا ہے۔ اور یہ قیاس کرنے لگے کہ میں بھی کوئی خاص حیثیت رکھتا ہوں اور میں جو کچھ کہوں گا وہی بات مان لی جائے گی۔ اگر نہ مانی گئی تو جو کہوں گا وہ میرے رسوخ سے سب لوگ صحیح ماننے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ مگر ان کو یہ خیال نہ آیا کہ بڑا رسوخ مولوی محمد علی صاحب کے رسوخ کے عشر عشیر بھی نہیں۔ ان کی حالت جو آجتک ہوئی ہے وہ اظہر من الشمس ہے کہ ان نے خلافت کو مٹا دیا ہے؟ اگر نہیں تو آپ یہ گیدڑ بھبکیاں کیوں سنا رہے ہیں۔ بہتر ہو کہ مصری صاحب اب بھی سنبھل جائیں اور اپنے جان پر رحم کریں؛

شیخ عبدالرحمن مصری کا فتنہ کوئی نیا فتنہ نہیں ہے

حضرت استاذی المکرم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی نے ازراہ نوازش اپنے الفاظ میں موجودہ فتنہ کے بارے میں اخبار الحکم کے لئے ایک مضمون مرحمت فرمایا ہے ہم آپ کے مشکور ہیں کہ آپ نے اس پیرانہ سالی میں الحکم کی قلمی مدد کی ؛

ابراہیم علی عرفانی

میں نے اپنے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہت دفعہ سنا ہوا تھا۔ کہ الٰہی سلسلوں میں فتنے ہوا ہی کرتے ہیں۔ مبارک ہیں وہ جو فتنوں کے وقت اللہ تعالےٰ کے حضور دعا میں لگ جاتے ہیں۔ اور اپنی کمزوریوں کو دیکھ کر اللہ تعالےٰ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ اور اپنی دعاؤں میں ان کے لئے بھی دعا کرتے ہیں جن سے فتنہ شروع ہو۔ کسی کو کیا خبر ہے کہ کل کیا ہوگا۔ جبکہ کسی کو یہ خبر ہی نہیں کہ ہمارا انجام کیا ہوگا۔ تو ہر مومن کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے حضور مقام خوف پر کھڑا رہے۔ اور اسی قادر خدا کی استعانت کا طالب بنا رہے ایسے لوگوں کو اللہ تعالےٰ فتنوں سے بچا لیتا ہے۔ اور نجات یافتہ بندوں میں داخل فرما دیتا ہے

پھر فرمایا

میں اپنی جماعت کے دوستوں کو پہلے بھی نصیحت کر چکا ہوں کہ ہمارے دوست ہماری کتابوں کو غور سے پڑھا کریں۔ ان میں نور ہے۔ ہدایت ہے۔ الٰہی براہین ہیں۔ جن پر غور کرنے سے نور ایمان حاصل ہوتا ہے۔ اور براہین الٰہی سے ہی مومن کی ایمانی تکمیل ہوتی ہے۔ اور اپنے خدائے قادر کے حسن کو دیکھ لیتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی محبت کا چشمہ اس کے قلب پر جاری ہو جاتا ہے اور محبت الٰہی میں وہ ایسا سرشار ہو جاتا ہے کہ دنیا کی تمام محبتیں اس کے قلب سے دھوئی جاتی ہیں۔ اس کے قلب میں اللہ ہی اللہ رہ جاتا ہے یہی وہ مقام ہے جس کو تمام صوفیا نے مقام فنا کہا ہے یعنی خدا میں گم ہو جانا۔ اور اپنی ہستی کو مٹا کر اللہ تعالےٰ پر ایسا یقین کرنا کہ وہ میری ہر حرکت سے آگاہ ہے مومن کے قلب پر اتنی خشیت اللہ غالب ہو جاتی ہے کہ وہ کوئی حرکت بھی خدا تعالےٰ کی رضا کے خلاف نہیں کر سکتا۔ اور وہ خدا تعالےٰ کے سایۂ عاطفت میں آ جاتا ہے۔ اور اس کی رضا میں ہی وہ آرام پاتا ہے۔ ایسے ہی مومنوں کی شان میں قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے

بلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ؁ فرمایا ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ اللہ تعالےٰ کے لئے قرآن کریم کو اور ہماری کتابوں کو غور سے مطالعہ میں رکھا کریں۔ کیونکہ ان میں خدا تعالےٰ کی قدرتوں کے ہزار ہا براہین موجود ہیں۔ جن سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے حسن و جمال کا ذوق پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اخلاق الٰہی کی معرفت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور مومن کا کمال یہی ہے کہ وہ اخلاق الٰہی کا کامل عارف بنے۔ اور اللہ تعالےٰ کی صفات کا مصداق بنکر مخلوق خدا کی خیر خواہی میں خدائی صفات کا مظہر بنے۔

پھر فرمایا

اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے۔ میرا دل تو یہی چاہتا ہے کہ میرے سارے دوست اللہ تعالےٰ کے اخلاق کامل کے مظہر بن جائیں۔ خدا تعالےٰ کی ہستی کو لوگوں سے منوائیں اور اللہ تعالےٰ ان کا ہو جائے

پھر فرمایا کہ ہمارے مخالف مولوی دیانتداری سے یہ بھی لوگوں کو نہیں بتلاتے۔ کہ جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھلائے تھے۔ جبکہ وہ سب کے سب کام احمدی کر رہے ہیں تو احمدی خراب نہیں ہو سکتے۔ بلکہ مولوی لوگ منبروں پر چڑھ کر جھوٹ بولتے ہیں۔ اور ہمیں اور ہماری جماعت کو بدنام کرتے ہیں۔ اور قسم قسم کے بہتان اور اعتراض ہم پر کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ احمدی جماعت انہیں احکام الٰہی پر مستحکم طور سے کاربند ہے۔ جو احکام اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کو عبادت الٰہی کی تکمیل کے لئے مقرر فرمائے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہیں احکام ۔ ۔ ۔ ۔ کے مطابق اللہ تعالےٰ کی عبادت کی اور اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے عبادت کرائی تھی۔ جن پر اب احمدی جماعت کے افراد عمل درآمد کر رہے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کی درگاہ میں انکی قبولیت ہو رہی ہے۔ کہ ان میں ہزارہا اولیاء اللہ موجود ہیں جن سے اللہ تعالےٰ اپنی قبولیت ظاہر کے ہمکلام ہوتا ہے اور ان کو الہام اور رویائے صادقہ اور کشوف کے ذریعہ سے بعض غیب کی باتیں ظاہر فرماتا ہے۔ پس کیا یہ لوگ ڈرتے نہیں جو ظالم ہو کر مجھ پر اور میری جماعت پر جھوٹے الزام لگا کر اللہ تعالےٰ کے بندوں کو مجھ سے بیزار کرتے ہیں۔ تا اللہ تعالےٰ کے بندے میری طرف آ کر حق کی شناخت نہ کریں۔

حالانکہ یہ انکا فرض تھا کہ خود بھی رضا الٰہی کی راہ پر چلتے اور دوسروں کو بھی چلانے کی کوشش کرتے تا اللہ تعالےٰ کے دین کو تقویت ہوتی۔ ہائے افسوس ان مولویوں پر کہ انہوں نے خود بھی خدا تعالےٰ کی صداقت سے منہ موڑ لیا اور دوسروں کو بھی صداقت سے محروم رکھا۔ کیا یہ لوگ اس محبوب کی چاہ میں رہے ہیں۔ اور اپنے تمام محبوبوں سے منہ موڑ کر اسی کے ہو گئے ہیں۔ کیا وہ ان کو چھوڑ دے گا۔ اور وہ اُن سے لاپرواہ ہو کر ان کے دشمنوں کو خوش کر دے گا۔ ہرگز نہیں۔ وہ اُن کی اُن دعاؤں کو سُنے گا اور ضرور سُنے گا۔ اور ان کیلئے وہ آپ آئے گا۔ اور اپنی قدرت نمائی سے اُن کی دعاؤں کو قبول کرے گا۔ اور دین اسلام کی تمام روکوں کو ان کی راہ میں سے دُور کر دے گا۔ اور ایسے راستوں سے ان کی نصرت کرے گا کہ ان کے وہم میں بھی [illegible] ہوں گی جو اللہ تعالےٰ ان کے ذریعہ ظاہر کرے گا۔ پس کیسے بدنصیب ہیں اس زمانہ کے مولوی اور ان کے ساتھی کہ جو اچھے اور بُرے میں تمیز بھی نہیں کرتے۔

پھر فرمایا :۔ ہماری جماعت کے دوستوں نے ابھی تو اس طرف منہ بھی نہیں کیا جس طرف میں ان کو لے جانا چاہتا ہوں۔ پس چاہئے کہ ہمارے دوست اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں لگے رہا کریں۔ اور اسی سے مدد مانگتے رہا کریں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ ہی ان کا حامی اور مددگار ہو۔ یہ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ ہماری جماعت خدا تعالےٰ کی جماعت ہے۔ اس میں فتنوں کا آنا ضروری ہے۔ مجھے بہت سے فتنوں کی خبریں دی گئی ہیں۔ جو باہر سے بھی ہوں گے اور اندر سے بھی ہوں گے۔ یعنی ایک طرف تو دشمن اللہ تعالےٰ کی جماعت کو نیست و نابود کرنا چاہیں گے۔ اور دوسری طرف سے اندرونی منافق ہوں گے جو اللہ تعالےٰ کی جماعت میں فتنے برپا کریں گے کہ تا اللہ تعالےٰ کی جماعت تتر بتر ہو جائے۔ پس وہی لوگ نجات پائیں گے جو آستانۂ ایزدی پر جھکیں گے۔ اور خدا کی رسی کو مضبوط پکڑیں گے۔ اور وہ وقت ایسا ہوگا۔ کہ دنیادار یقین کر لیں گے کہ اب یہ جماعت بکھر جائے گی۔ اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نیست و نابود ہو جائے گی۔ مگر اللہ تعالےٰ اس وقت

اپنی قدرت کا اظہار کرے گا۔ اور اپنے فرشتوں کو زمین پر اتارے گا۔ اور مومنین کی مدد کرے گا۔ وہ مبارک وجود ہوں گے جو فتنوں کے وقت ثابت قدم رہیں گے۔ اور اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کریں گے اور خدائی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں گے۔

میں اپنے احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ رسّی اللہ تعالےٰ کی کتاب ہے۔ اور امام وقت بھی ہوتا ہے۔ پس ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم بھی اللہ تعالےٰ کی کتاب اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کو اپنے لئے مشعلِ ہدایت یقین کریں۔ اور امام کو مضبوطی سے پکڑیں۔ اور یہ نیا فتنہ تو بہت خطرناک تھا۔ جب ہمیں اُس فتنہ کے وقت میں ہمارے خدا تعالےٰ نے ہمیں نہیں چھوڑا۔ وہ اب بھی ہماری مدد کرے گا۔ اور شیخ عبدالرحمٰن مصری کے فتنہ کو بھی پاش پاش کر دے گا۔ اور فتح ہمارے امام کی ہی ہوگی۔ کیونکہ عبدالرحمٰن مصری خدا کے منشا کے خلاف آواز نکال رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو نیکی کی توفیق دے کہ اپنی غلطی کو محسوس کرتے ہوئے اپنی اصلاح کی فکر کریں۔ اور سچی توبہ کریں

شیخ عبدالرحمٰن مصری کا غلط دعوےٰ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سچا مانتا ہوں۔ جیسے جماعت احمدیہ مانتی ہے۔ اگر عبدالرحمٰن مصری اپنے دعوےٰ میں سچے ہوتے تو وہ کبھی بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خلاف یہ اپو گنڈا نہ کرتے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی میں بیّنات آپکے اہل و عیال کے متعلق موجود ہیں۔ ان کو صحیح مانتے ہوئے اپنی غلطی پر مصر نہ ہوتے۔ اور اپنے غلط اور بے بنیاد خیالات کو جو سراسر افترا پردازی پر مشتمل ہیں اپنے دل میں جگہ ہی نہ دیتے۔ اور خدا تعالےٰ کے حضور گر جاتے کہ احکم الحاکمین قادر خدا یہ میرے کونسے اعمال کی سزا ہے جس سے میرا ایمان بھی خطرہ میں ہے۔ اور میری روح بھی مردہ ہوگئی ہے۔ میں ان ناپاک خیالات کو شیطانی خیالات یقین کرتا ہوں۔ اور تجھ سے ہی مدد مانگتا ہوں۔ کہ مجھے ان شیطانی وساوس سے بچا۔ یہ طریق تھا جو ان کو اختیار کرنا چاہیئے تھا۔ اگر وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے دعوے میں سچا مانتے۔ لیکن اب یہ جو دعوےٰ وہ کرتے ہیں کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی مانتا ہوں بالکل بے معنی دعوےٰ ہے۔ جس کی کوئی وقعت بھی کسی بصیرت والے کی نظر میں نہیں ہے۔ پس اگر عبدالرحمٰن صاحب مصری اپنے دعوے میں سچے ہیں تو ان کو کسی کی ملامت کی بھی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ وہ سچے دل سے اپنی غلطی کا اقرار کریں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور زانوئے ادب تہ کرکے بیٹھیں۔ اور یہ درخواست کریں کہ میرے لئے استغفار کریں تا وہ رحیم و کریم خدا میرے گناہوں پر رحم فرما کر مجھے اسی ایمان کی چاشنی نصیب کرے۔ جس سے میں ہاتھ دھو بیٹھا ہوں۔

شیخ صاحب آپ کا رسوخ تھا مگر کس کے طفیل سے وہ رسوخ آپ کو حاصل ہوا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ آپ کی احسان فراموشی نے آپ کو اندھا کر دیا۔ وہ رسوخ جو آپ کو حاصل ہوا تھا وہ اُسی پاک وجود کے طفیل سے حاصل ہوا تھا۔ جسے اللہ تعالےٰ نے منصب خلافت پر متمکن کیا۔ لیکن جب آپ نے بدقسمتی کی وجہ سے علیحدگی اختیار کی وہ رسوخ بھی آپ سے خودبخود جاتا رہا۔ آہ یہ ناشکری کرنی۔ اور رسوخ کی چیخ و پکار کرنی کیسی عقل و خرد سے گری ہوئی خواہش ہے۔ کیا تمہیں یاد نہیں کہ تم کو کس نے مصری بنایا تھا۔ وہ کونسا وجود تھا جس نے آپ کا رسوخ بڑھانے کے لئے آپ کو مدرسہ احمدیہ کا ہیڈ ماسٹر بنا دیا تھا۔ شیخ صاحب اتنی احسان فراموشی کرکے کس وجود کی مخالفت کر رہے ہیں۔ اور بڑے بڑے اشتہار دے رہے ہیں۔ جن کی وقعت ایک مجذوب کی بڑھ سے زیادہ نہیں۔ کیا خدا آپ کی اس احسان فراموشی کو دیکھ نہیں رہا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر آپ نے اس احسان فراموشی سے توبہ نہ کی۔ تو آپ کی سزا کے لئے خدا ... [illegible] ... کرے گا۔ اور اپنی قدرت کی چمکار دکھائے گا۔ اور دنیا پر یہ ظاہر کر دے گا کہ جھوٹے الزام لگانے والوں کو خدا تعالےٰ بغیر سزا دیئے نہیں چھوڑتا۔

مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور نے بھی جاروب کشی کا دعوےٰ کیا تھا۔ کیا انہوں نے قادیان کی مسجدوں کی جاروب کشی کی۔ اور قادیان کو اپنا مسکن بنایا۔ پس اب یہ آپ خود فیصلہ کرلیں۔ کہ ان کا مسکن کہاں ہے۔ ذرا آپ سوچیں اور غور کریں۔ اور خدائے قادر کے حضور توبہ کریں اور جس دامن کو پکڑا ہوا تھا اُسی کو پکڑ لیں۔ یہی راست بازی کا شیوہ ہے۔

آپ جتنے لمبے چوڑے اشتہارات دیواروں پر لگائیں گے اتنا ہی احمدی جماعت کا ایمان بھی زیادہ پختہ ہوگا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا ہوا ہے۔ کہ ہماری جماعت نے بڑے بڑے صحرا عبور کرنے ہیں۔ جن میں خاردار جھاڑیاں ہوں گی جن میں سے ہماری جماعت کو گزرنا ہے۔ اور ان خاروں سے بچ کر نکلنا ہے اور ان خاردار جھاڑیوں سے بچ کر وہی نکل سکیں گے جو خدا تعالےٰ کے راست باز بندے ہوں گے۔ پس آپ کا یہ پراپوگنڈا بھی ایک امتحان ہے۔ پس ہم اللہ سے اس کی پناہ مانگتے ہیں۔

میں برادرانِ طریقت کی خدمت میں عرض کرتا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ آپ اپنے مطالعہ میں جہاں کتاب اللہ پر غور کرنی ضروری سمجھتے ہیں وہاں آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ بھی ہر روز باقاعدہ کریں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں میں ان تمام آنے والے فتنوں کا ذکر موجود ہے یہ بات الگ ہے کہ ہم سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ مگر ہماری جماعت میں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ایسے ایسے بصیرت والے موجود ہیں جن کی تیز بینی حقیقت کو پہنچ جاتی ہے۔ جس سے ہمارے ایمان زیادہ تر و تازہ ہوتے ہیں۔

پس ہمارے دوستوں کو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ یہ نوشتے الٰہی ہیں جن کا پورا ہونا ضروری تھا۔ ہمیں دعاؤں میں لگ جانا چاہیئے کہ تا اللہ تعالےٰ ہمیں حقیقی صراط مستقیم پر قائم رکھے۔ یہی وہ نعمت عظمےٰ ہے جس کو آسمان سے ...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام لے کر آئے تھے۔ یہی وہ ہتھیار ہے جو راستبازوں کو خدا تعالےٰ کے حضور سے عطا فرمایا جاتا ہے۔ پس دعاؤں میں ہمیں نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ آستانہ الٰہی پر گر جانا چاہیئے کہ تا اللہ تعالےٰ ہمیں ہر ایک ابتلا سے بچائے۔ اور موجودہ فتنہ ہمارے ایمانوں کی تقویت کا موجب ہو۔

میں اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر کرتا ہوں کہ کہ میں نے اپنے کام کو دیانتداری سے کیا۔ اور اب پنشن لے رہا ہوں۔ مگر زندگی کا لطف مجھے ابھی حاصل ہوا ہے کہ اپنے پیارے آقا کے حالات یاد کرکے اپنے الفاظ میں اپنے برادران طریقت تک پہنچاؤں۔ میں کوشش تو بہت کرتا ہوں کہ اپنے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہی لکھوں۔ لیکن میں اس کوشش میں ابھی تک یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ یہی الفاظ میرے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے۔ میرے کئی برادران طریقت نے فرمایا ...... کہ آپ ہمارے بچوں کو تعلیم دیں۔ مگر میں کیا کروں میں اب اس کام کو کرتے کرتے تھک گیا ہوں۔ اور میں نے اب یہی ارادہ کر لیا ہے کہ اب میں اپنے پیارے خدائے قدوس کا ہی چاکر بنوں۔ اور اپنے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتوں کو ہی یاد کرتا رہوں۔ اور اپنے برادران طریقت تک پہنچاتا رہوں۔ بعض وقت مجھے ایسا سرور حاصل ہوتا ہے کہ میری قلبی کیفیت اس قدر

بقیہ مضمون صفحہ ۷ پر دیکھیں

سیرت المہدی کا ایک ورق

روایات جناب چوہدری اللہ بخش صاحب ساکن بے ہالی

جناب چوہدری اللہ بخش صاحب ایک عمر رسید صحابی ہیں۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ بہت سے سفروں میں جا چکے ہیں۔ پنجابی زبان میں بہت سی نظمیں آپ کی زبانی ہوئی شائع ہو چکی ہیں۔ آپ کو تبلیغ کا بہت شوق ہے۔ اور اپنے ہم زبان لوگوں میں پنجابی نظموں کے ذریعہ تبلیغ کرتے ہیں۔

آجکل ہجرت کر کے قادیان آ گئے ہوئے ہیں۔ اور دار المسیح کی ڈیوڑھی کے دربان مقرر ہیں۔

چوہدری صاحب نے یادداشت کے طور پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حالات اپنی ایک نوٹ بک میں تحریر کئے ہوئے ہیں۔ اور ازراہ نوازش یہ کاپی انہوں نے دفتر الحکم کو بغرض اشاعت عنایت فرمائی ہے۔ آج کی صحبت میں میں ان کی نوٹ بک میں سے چند روایات اپنے الفاظ میں ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

میں یہ لکھنے سے رک نہیں سکتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ جن کے پاس قوم کی بہت بڑی امانت ہے۔ اور وہ امانت حضور علیہ السلام کے ارشادات عالیہ ہیں۔ جو ان صحابہ نے حضور سے سنے انہیں چاہیئے کہ جلد تر وہ قوم کے حوالہ کر دیں۔ تاکہ آنے والی نسلیں ان سے استفادہ حاصل کر کے ثواب دارین کا موجب بنیں۔

آج میں پھر ان الفاظ کے ذریعہ صحابہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ کو اسطرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ کہ الحکم اپنے اس دور میں اقوال مبارک حضرت مسیح موعود علیہ السلام جمع کر رہا ہے۔ آپ حضرات جو حضرت اقدسؑ کی روایات کے حامل ہیں۔ جلد یہ روایات حضورؑ کے اپنے الفاظ میں لکھ کر دفتر الحکم میں بھیج دیں۔ تاکہ محفوظ ہو جائیں۔ (ایڈیٹر)

(۱)

ایک دن حضرت اقدس نے فرمایا کہ دین عموماً غریبوں کا حصہ ہوتا ہے۔ امیر لوگ اکثر اس سے بے نصیب رہ جاتے ہیں چنانچہ پہلے نبیوں کو بھی زیادہ تر غریبوں نے ہی قبول کیا ہے۔ دیکھ لو اگر کوئی امیر آدمی سفر پر جا رہا ہو۔ راستے میں نماز کا وقت آ جائے۔ پانی اس کے پاس نہ ہو۔ مگر ایک جوہڑ ہو۔ وہ خیال کرتا ہے کہ اگر میں نماز پڑھوں گا۔ تو میرے کپڑے خراب ہو جائیں گے۔ آخر اس کی امارت اور دولت اور کپڑوں کی محبت اس سے نماز ترک کرا دے گی۔ اور وہ نماز کو چھوڑنے پر آمادہ ہو جائیگا۔ مگر کپڑوں کا میلا ہونا ہرگز پسند نہ کرے گا۔ مگر اس کے مقابل پر ایک غریب آدمی کو دیکھ لو۔ جہاں بھی نماز کا وقت آ جائے۔ وہ وہیں کپڑا بچھا کر نماز پڑھ لے گا۔ اس کو کپڑے کے میلا اور خراب ہونے کا قطعاً خیال نہیں آتا۔

(۲)

فرمایا۔ ایک دفعہ میرے والد صاحب مجھے گورداسپور ہمراہ لے گئے۔ ڈپٹی ہدایت علی صاحب میرے والد صاحب کے بڑے گہرے دوست تھے۔ والد صاحب کو ایک کتاب کی ضرورت پڑی۔ انہوں نے مجھے فرمایا۔ غلام احمد ڈپٹی صاحب کے مکان پر جا کر کتاب لے آؤ۔ میں ڈپٹی صاحب کے پاس گیا۔ اور انہیں السلام علیکم کہا۔ اسی کتاب کے پشتہ پر نام لکھا ہوا تھا۔ دیکھ کر میں نے اس خیال سے کتاب اٹھا لی کہ ڈپٹی صاحب میرے والد صاحب کے دوست ہیں۔ اور مجھے جانتے ہیں۔ نیز بڑے دیندار مشہور ہیں۔ لیکن ڈپٹی صاحب نے بدظنی سے کام لیتے ہوئے مجھے جھڑکا۔ اور کہا کہ تو بڑا عیار لڑکا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ایک امیر آدمی خواہ کتنا ہی دیانتدار مشہور ہو۔ مگر پھر بھی اسکا ایمان ایک غریب آدمی کے ایمان کے مقابلہ پر کمزور ہوتا ہے۔

(۳)

ایک دفعہ حضور نے فرمایا۔ آؤ اللہ بخش آج تم کو الف لیلہ کی ایک حکایت سناتے ہیں۔ فرمایا ایک صالح مرد بڑا متقی اور پرہیزگار تھا۔ اور علم طب میں بھی خوب ماہر تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اسے دنیوی مال و دولت سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ اور روزمرہ کی نعمتیں جو اسے ملتی تھیں ان کا کوئی حساب ہی نہ تھا۔ اس کے ہمسائے میں ایک جوڑا میاں بیوی کا رہتا تھا۔ جو اس بزرگ مرد سے بہت حسد کرتے تھے۔ اس صالح مرد نے ان کی آگ بجھانے کی بہت کوشش کی لیکن وہ کسی طرح سرد نہ ہوئی۔ آخر وہ ان کے حسد کو دیکھ کر اور انکو اس جہنم سے بچانے کیلئے کسی دور دراز ملک میں نکل گیا۔ اتفاق سے اس علاقے کے لوگوں کو ایک عمر رسیدہ آدمی کی تلاش تھی جو علم طب بھی جانتا ہو۔ جب انہوں نے اس بزرگ کو دیکھا تو سب کے سب اس کے گرد آ کر جمع ہو گئے۔ اور اس سے عرض کی کہ آپ ہمارے پاس رہیں۔ اس کے رہنے کے لئے بڑے عالیشان محلات جن میں باغات لگے ہوئے تھے پیش کئے۔ اور انواع و اقسام کی نعمتیں اس کے آگے لا کر ڈھیر کر دیں دیکھو اس کے ہمسائے اس سے اسکے مال و دولت کی وجہ سے حسد کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے اس کو دوسری جگہ بھی اس سے بڑھ کر دولت اور نعمتیں عطا فرمائیں۔

کچھ عرصہ کے بعد ان حاسدوں کو بھی علم ہوا کہ اب وہ پہلے سے بھی زیادہ امیر ہے۔ تب وہ اور اس کی بیوی جل بھن کر کباب ہی ہو گئے۔ ان کی آتش حسد اور بھی بڑھ گئی۔ وہ تو سمجھتے تھے کہ کہیں جا کر اب تک مر کھپ گیا ہو گا۔ مگر جب اس کے مال و دولت کا حال اس کی بیوی نے سنا تو اس نے اپنے خاوند سے کہا۔ کہ جاؤ میاں جسطرح سے ہو اسے مار کر آؤ تاکہ ہمارا دل ٹھنڈا ہو۔ غرض وہ بدنصیب حاسد اس فاسد خیال کو لے کر اس بزرگ کے قتل کے ارادہ سے گیا۔ اور ایک مدت کے بعد اس کو ملا۔ اور بزرگ سے کہا۔ کہ آپ کی زیارت کے لئے دل بے قرار تھا۔ بڑی مشکل سے یہاں تک آیا ہوں۔ اب زیارت کر چکا ہوں۔ واپسی کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

نیک مرد نے کہا کہ بموجب سنت نبویؐ تم کو تین دن تک رہنا ہو گا۔ کیونکہ مجھ پر آپ کی مہمانی فرض ہے۔ غرض تین دن کے بعد اس کو بے شمار تحفے تحائف اور مال و دولت دے کر مالا مال کر کے رخصت کیا۔ (بقیہ مضمون صفحہ ۸ پر ملاحظہ فرمائیں)

وصیتیں

نمبر ۴۸۳۸

منکہ سید امیر حسین شاہ ولد غلام شاہ صاحب قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ستمبر ۱۹۰۷ء ساکن لوزنگ ڈاکخانہ کھاریاں ضلع گجرات۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۶/۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں مجھے اسوقت تنخواہ ۱۲ روپیہ ماہوار نارمل سکول لوزنگ سے اور ۷ پنشن فوجی ملتی ہے۔ علاوہ ازیں اس وقت میری جائیداد مبلغ ڈیڑھ ہزار روپیہ قیمت زمین بیع ورہن مقبوضہ ہے۔ لہٰذا میں کل جائیداد ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں۔ جو انشاء اللہ اپنی ماہوار آمد سے باقاعدہ ادا کرتا رہونگا۔ اگر میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد علاوہ اس کے ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی خدا کے فضل سے میری اولاد احمدی ہے۔ وہ ادا کرنے کے مجاز ہونگے

العبد امیر حسین شاہ مدرس زنانہ مدرسہ لوزنگ ڈاکخانہ کھاریاں ضلع گجرات

گواہ شد۔ محمد الدین سیکرٹری جماعت احمدیہ تہال ضلع گجرات۔

گواہ شد شاہ سوار خان ساکن لوزنگ۔

نمبر ۴۶۷۰

منکہ محمد ابراہیم ولد اللہ دتہ قوم کھرل پیشہ ملازمت عمر ۴۸ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۲۶ء ساکن کوٹ رحمت خان۔ ڈاکخانہ سومن ضلع شیخوپورہ۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۵/۱۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا گذارہ صرف ماہوار آمد پر ہے۔ اور وہ بیس ۲۰ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میرا متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

العبد۔ منشی محمد ابراہیم احمدی بقلم خود۔

گواہ شد۔ بشیر محمد بقلم خود

گواہ شد:۔ احمد الدین زرگر بقلم خود

نمبر ۴۸۳۵

منکہ رحیم بخش ولد چوہدری فقیر محمد قوم جاٹ سیال۔ پیشہ زمینداری عمر ۵۶ سال۔ تاریخ بیعت ماہ فروری ۱۹۱۱ء ساکن چک نمبر ۱۵۱ ڈاکخانہ ڈگری ضلع تھرپارکر سندھ۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۶/۲۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد بصورت ملکیت کوئی نہیں۔ لیکن میرا گذارہ ۱۶ گھماؤں زمین کی آمدنی پر ہے جس کے حقوق موروثیت گورنمنٹ کی طرف سے مجھے حاصل ہیں۔ اور اس زمین کو میں بیع اور رہن نہیں کرسکتا۔ میری زمینداری آمدنی کا سالانہ اندازہ چھ سو روپیہ ہے۔ میں یہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں کہ میں اپنی زمینداری آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ ہر دو فصل خریف اور ربیع پر باقاعدہ ادا کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر جس قدر میری جائیداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ لہٰذا یہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان تحریر کردی ہے۔

العبد۔ رحیم بخش بقلم خود

گواہ شد۔ امام الدین احمدی ساکن کوٹ احمدیان سندھ۔

گواہ شد۔ غلام حیدر سپروائیزر کواپریٹو سوسائیٹز کوٹ احمدیان سندھ۔

نمبر ۴۸۱۵

منکہ محمد اسلم ولد ڈاکٹر فضل الدین قوم قریشی عمر ۲۲ سال۔ پیدائشی احمدی۔ ساکن محلہ دارالرحمت قادیان ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰ مئی ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں مندرجہ ذیل جائیداد کا اپنی والدہ بڑے بھائی اور بڑی ہمشیرہ کے ساتھ حصہ دار ہوں (۱) مکان سکونتی پختہ مالیتی یک ہزار روپیہ واقعہ موضع سورج بہادر۔ ڈاکخانہ منڈراں۔ تحصیل گوجرخاں ضلع راولپنڈی (۲) مکان سکونتی پختہ مالیتی ڈیڑھ ہزار روپیہ واقعہ محلہ دارالرحمت نزد مسجد رحمت قادیان (۳) سفید زمین رقبہ ۱۲ مرلہ مالیتی چار صد روپیہ واقع بجانب غرب مکان مذکورہ بالا II میری وفات کے بعد جسقدر میری جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ III اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ IV میری اسوقت کوئی آمدنی نہیں۔ برسر روزگار ہو جانیکی صورت میں میں اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت کرتا رہوں گا۔

العبد:۔ محمد اسلم بی۔ اے۔

گواہ شد۔ غلام محمد امام مسجد محلہ دارالرحمت

گواہ شد۔ ابو العطاء جالندھری مبلغ بلاد عربیہ۔ دارالرحمت قادیان

درخواست دعا

شیخ محمود احمد صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم بغرض علاج حیدرآباد دکن تشریف لے گئے ہیں۔ احباب دعا میں یاد رکھیں۔ کہ اللہ کریم ان کو جلد صحت دے تاکہ سلسلہ اور الحکم کی خدمت کرسکیں۔

محمد ابراہیم علی عرفانی

(بقیہ مضمون صفحہ ۶)

جب وہ حاسد گھر آیا۔ تو پہلے تو اس کی بیوی مال دیکھ کر خوش ہوئی۔ مگر جب اس بزرگ مرد کی امارت کا حال سُنا۔ تو پھر میاں کو بھیجا۔ کہ اسے جس طرح ہوسکے قتل ہی کر کے آؤ۔

وہ حاسد پھر بیوی کے جھانسے میں آگیا۔ اور پھر اس بزرگ کے پاس پہنچا۔ اور کہا کہ آپ کے باغات کی سیر کو بہت دل چاہتا تھا۔ اس لئے پھر حاضر ہوا ہوں۔ اس بزرگ مرد نے اسے سیر کرائی۔ اور پھر ایک اندھے کنوئیں کی طرف جانے سے منع کیا۔ اور کہا کہ سنا ہے اس میں جن وغیرہ رہتے ہیں۔ مگر وہ نہ مانا۔ اور اس کنوئیں میں جھانکنے لگا۔ اور پھر اس نے اس بزرگ کو کنوئیں میں دھکیل دیا۔ اور آپ خوش خوش گھر آیا۔ اس کنوئیں میں جن رہتے تھے۔ انہوں نے اس بزرگ کو اوپر ہی اوپر پکڑ لیا۔ اور پھر اس کو باہر بحفاظت تمام پہنچا دیا۔

اسی اثنا میں ایک بادشاہ اپنی لڑکی کا علاج کرانے کے لئے اس بزرگ کے پاس آیا۔ خدا کا فضل شامل حال تھا وہ لڑکی اچھی ہوگئی۔ بادشاہ نے بے شمار دولت اس بزرگ کو دی۔ اور وہ پہلے سے بھی زیادہ امیر ہوگیا۔ جب وہ لڑکی جوان ہوگئی تو بادشاہ نے اس بزرگ نیک مرد سے اس کی شادی کردی۔ اور اپنے بعد اس کو اپنا تاج وتخت دے دیا۔

فرمایا۔ اللہ بخش یہ حکایت میرے حسب حال ہے خدا مجھ کو مالا مال اور صاحب اقبال کرے گا۔ حاسد حسد کی آگ میں جل کر میرے مال و اقبال کا زوال چاہیں گے۔ مگر اللہ جل جلالہٗ میرے مال و اقبال کو کمال تک پہنچائے گا۔ میں خدا کا چراغ ہوں۔ دشمن منہ کی پھونکوں سے اسے بجھانا چاہتے ہیں۔ جوں جوں وہ پھونکیں لگائیں گے۔ میرا نور دور دور تک پھیلے گا۔ اور میرے نور کا تمام دنیا میں ظہور ہوگا۔ دشمن مجبور ومقہور اور چور چور ہوگا۔ غلام احمد منصور ہوگا۔ ضرور ہوگا۔ ضرور ہوگا۔ ضرور ہوگا۔

جیسا حضور نے فرمایا ویسا ہی ظہور میں آیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

(۴)

ایک روز ایک دوست نے عرض کی کہ حضور فلاں جلاہے نے یہ بیوقوفی کی بات کی۔ دوسرے نے کہا۔ حضور فلاں جلاہے نے اس سے بڑھ کر بے وقوفی کی۔ حضور نے فرمایا اصل میں یہ لفظ جہلا سے نکلا ہے۔ جیسے عالم کی جمع علماء ہے ایسے ہی جاہل کی جمع جہلا ہوتی ہے۔ اسی لئے اس قوم میں جہالت زیادہ ہے:۔ (باقی آئندہ)